فہم القران سیریز نمبر 1

سورۃ الملک

سورۃ سیریز

سوال و جواب کی صورت میں

قرآن مجید کی ہر آیت کی وضاحت

نگہت ہاشمی

تفسیر سورۃ الملک

نگہت ہاشمی

تفسیر سورۃ الملک

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : تفسیر سورۃ الملک

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : مارچ 2009ء

طبع دوم : اپریل 2018ء

تعداد : 2100

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی بیچ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034 - 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

فہرست

رکوع	❖	1	9
رکوع	❖	2	21

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ابتدائیہ

قرآن مجید کو انسان کے قلب وذہن اور زندگی میں اُتارنے لے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو طریقے اختیار کیے ہیں، اُن میں سے ایک اہم طریقہ سوال وجواب کا ہے۔ مثلاً سورۃ المدثر میں اللہ تعالیٰ سوال کرتے ہیں:

﴿وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا سَقَرُ﴾

''اور تمہیں کس نے خبر دی کہ دوزخ کیا ہے؟'' (27)

پھر اگلی ہی آیات میں جواب دیا جاتا ہے:

﴿لَا تُبۡقِیۡ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَۃٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَیۡہَا تِسۡعَۃَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾﴾

''نہ وہ باقی رکھے گی اور نہ وُہ چھوڑے گی۔ کھال کو جھلسا دینے والی ہے۔ اُس پر انیس فرشتے مقرر ہیں''

سورۃ البلد میں اللہ تعالیٰ خود ہی سوال اُٹھا کر جواب دیتے ہیں:

﴿وَ مَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡعَقَبَۃُ ﴿۱۲﴾ فَکُّ رَقَبَۃٍ ﴿۱۳﴾ اَوۡ اِطۡعٰمٌ فِیۡ یَوۡمٍ ذِیۡ مَسۡغَبَۃٍ ﴿۱۴﴾ یَّتِیۡمًا ذَا مَقۡرَبَۃٍ ﴿۱۵﴾ اَوۡ مِسۡکِیۡنًا ذَا مَتۡرَبَۃٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ کَانَ مِنَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ وَ تَوَاصَوۡا بِالۡمَرۡحَمَۃِ ﴿۱۷﴾﴾

''اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کا چھڑانا یا کسی بھوک والے دن کھانا کھلانا، کسی رشتے دار یتیم کو یا خاک نشین محتاج کو، پھر یہ کہ وہ اُن لوگوں میں ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی نصیحت کی''

سوال آدھا علم ہے۔ سوال جب اُٹھایا جاتا ہے تو ذہن متوجہ ہو جاتا ہے پھر جب جواب آتا ہے تو اس کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ نبی ﷺ کثرت سے اس طریقے کو استعمال فرماتے تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے بیان کیا:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟

قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ؟

قَالَ: فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ (صحیح بخاری:6442)

نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو؟''

انہوں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کو اپنا مال زیادہ پیارا نہ ہو۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک اُس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا (یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا)

اور اس نے جو (مال) پیچھے چھوڑا، وہ اس کے وارث کا مال ہے۔''

ہر آیت میں غور و فکر کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں لیکن انسان عام طور پر انہیں نظر انداز کر کے گزر جاتا ہے۔ یہ پہلو سوال کی صورت میں سامنے آئیں تو انسان رُک کر سوچتا ہے۔ سوال و جواب کے انداز میں سیکھنا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ انسان کو سوالوں کے جواب مل جائیں تو اطمینان ہو جاتا ہے اور دل جمتا ہے۔

قران حکیم کو سوال و جواب کی صورت میں **قُرْاٰنًا عَجَبًا** کے نام سے مرتّب کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر آیت کے اہم پہلوؤں کو سوال کی صورت میں اُٹھایا ہے اور نکات (Points) کی صورت میں ان کا جواب قرآن حکیم ہی سے لینے کی کوشش کی ہے۔ میں نے تجربہ کیا ہے کہ اس طرح اہم نکات (Tips) پر آجاتے ہیں، وہ نکات جن پر انسان عام طور پر یا تو سوچتا نہیں یا پھر ویسے ہی گزر جاتا ہے۔ قرآن مجید کو اس انداز میں پڑھ کر ہر وہ شخص فائدہ اُٹھا سکتا ہے جو قرآن کے راستے کا مسافر بننا چاہتا ہے۔ اگرچہ سوال و جواب کے طریقے سے شعور بیدار ہوتا ہے لیکن ایک انسان کا علم محدود ہے، سمجھ محدود ہے، فرشتوں کی بات کو سامنے رکھیں تو اپنے علم کی حقیقت سامنے آتی ہے۔

﴿سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾

''آپ پاک ہیں جو آپ نے ہمیں سکھایا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ علم نہیں

یقیناً آپ ہی سب کچھ جاننے والے، کمال حکمت والے ہیں'' (البقرہ:32)

میں ان سب کی بہت ممنون ہوں جنہوں نے اس کاوش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ قارئین سے درخواست ہے غلطیوں کی نشاندہی ضرور کریں۔ اگر اس سے کوئی بھلائی نصیب ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کا کرم سمجھ لیں، آخرت کی فکر لاحق ہو جائے تو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ میری خطاؤں سے درگزر فرمائے۔ آمین

دُعاؤں کی طلب گار

نگہت ہاشمی

اٰیاتھا ٣٠ | ٦٧ سُوۡرَۃُ الۡمُلۡكِ مَكِّیَّۃٌ ٧٧ | رکوعاتھا ٢

سوال1: یہ سورت کہاں نازل ہوئی؟ اس میں کتنے رکوع اور کتنی آیات ہیں؟

جواب: یہ مکی سورت ہے اس میں دو رکوع اور 30 آیات ہیں۔

سوال2: مصحف میں ترتیب اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا کیا نمبر ہے؟

جواب: مصحف میں ترتیب کے اعتبار سے اس سورت کا نمبر 67 ہے اور نزولی ترتیب کے اعتبار سے اس کا نمبر 77 ہے۔

سوال3: سورۃ الملک کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: (1) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے جو اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی، حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے اور وہ سورت ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ﴾ ہے۔'' (ترمذی: 2891، ابوداؤد: 1400)

(2) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک سوتے نہیں تھے جب تک آپ سورہ سجدہ اور سورت ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ﴾ کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے۔ (ترمذی: 2892)

رکوع نمبر 1

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ ۫ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُ﴾

''بڑا ابابرکت ہے وہ کہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' (1)

سوال: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ ۫ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُ﴾ ''بڑا ابابرکت ہے وہ کہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کی عظمت کی آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿تَبٰرَكَ الَّذِیۡ بِیَدِهِ الۡمُلۡكُ﴾ ''بڑا ابابرکت ہے وہ کہ جس کے ہاتھ میں تمام بادشاہت ہے'' تبارک برکۃ سے ہے اور وہ بھلائیوں میں اضافہ ہے۔ ثعلبی نے کہا اللہ رب العزت بے حد بلند اور عظیم ہے۔ (قرطبی: 134/18)

(2) تَبَارَكَ برکت کے معنی کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر کا ثابت ہونا ہے (مفردات) یعنی جو کام کیا جائے اس میں متوقع زیادہ سے زیادہ فائدہ ہونے کا نام برکت ہے۔ بشرطیکہ یہ کام خیر کا پہلو رکھتا ہو اور جس چیز میں یہ خیر کا پہلو بار آور ثابت ہو وہ مبارک ہے۔ اور تبرک کا لفظ اللہ تعالیٰ سے مختص ہے اور صرف ان خیر کے کاموں کے لیے آتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں۔ اس آیت میں اس سے

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی ہر ایک چیز کو جس بہتر مقصد کے لیے پیدا فرمایا تھا وہ چونکہ بدرجہ اتم وہ مقصد پورا کر رہی ہے لہٰذا اللہ کی ذات تبارك یعنی بابرکت ہوئی۔ (تیسیر القرآن:489/4)

(3) اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی عظمت اور بڑائی بیان فرمائی ہے کہ ساری مخلوقات میرے اختیار میں ہیں۔ عالم علوی اور عالم سفلی کی بادشاہت میرے ہاتھ میں ہے۔ میں نے ہی پیدا کیا، میں نے ہی احکامات دیئے ہیں۔ جو چاہوں کروں۔ کوئی میرے حکم کو ٹالنے والا نہیں۔ میری عظمت اور میری قدرت کامل ہے جس کی وجہ سے میں ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہوں۔ میری عظمت، میری حکمت اور عدل کی وجہ سے کوئی مجھ سے پوچھنے والا نہیں اور میں ہر چیز پر قادر ہوں۔

(4) یعنی دنیا اور آخرت کا اقتدار اس کے ہاتھ میں ہے۔ اس میں اس کا حکم اور اس کی تقدیر نافذ ہوتی ہے۔ (جامع البیان:3/29)

(5) ﴿وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ﴾ ''اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے وہ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے زندگی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے موت دیتا ہے۔ وہ سختی کرتا ہے اور فقیر کرتا ہے۔ وہ عطا کرتا ہے اور روک دیتا ہے۔ (قرطبی:156/9)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۸۸) سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ (۸۹)﴾ ''آپ پوچھیں کہ ہر چیز کی مکمل بادشاہت کس کے ہاتھ میں ہے اور وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں پناہ نہیں دی جاسکتی اگر تم جانتے ہو؟ وہ جلد ہی کہیں گے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، کہہ دو کہ کہاں سے تمہیں جادو کیا جاتا ہے؟'' (المومنون:88,89)

(7) یہ آیت تین امور پر دلالت کرتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے سوا ہر مخلوق سے عظیم ہے اور دوسرا یہ کہ وہ متصرف ہے آسمان اور زمین میں، دنیا اور آخرت میں وہ مالک ہے۔ تیسرے یہ کہ وہ پوری قدرت والا ہے اور اس کی ہر چیز پر مطلق بادشاہت ہے۔ (تفسیر منیر:10/15)

﴿ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾

''وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟

اور وہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے'' (2)

سوال: ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ﴾ ''وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟ اور وہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے'' موت اور زندگی کو تخلیق کرنے والے نے دنیا کو دار الامتحان بنایا اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ﴾ ''وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا'' اللہ تعالیٰ نے زندگی اور موت کو حکمت عالیہ سے پیدا کیا۔ اسے عبث پیدا نہیں کیا جیسے کافر اور ملحد لوگ تصور کرتے ہیں۔ (ایسر التفاسیر:1654)

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾

’’تم کیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اُس نے تمہیں زندگی عطا کی پھر وہ تمہیں موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا پھر اُسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔‘‘ (البقرہ:28)

(3) اللہ رب العزت نے موت اور زندگی کو پیدا کیا وہ جسے چاہتا ہے موت دیتا ہے اور جس کے لئے ارادہ کرتا ہے اسے زندگی دیتا ہے۔ اور وہ وقت مقررہ تک کے لئے پیدا کرتا ہے۔ (جامع البیان:3/29)

(4) اس کے معنی یہ بھی کیے گئے کہ اس نے تمہیں موت اور زندگی کے لیے پیدا کیا یعنی دنیا میں موت کے لئے اور آخرت میں زندگی کے لئے اور موت کو زندگی سے پہلے ذکر فرمایا کیونکہ موت زیادہ قریب ہے۔ (تفسیر قرطبی:156/9)

(5) علماء نے کہا موت زندگی کو بالکل ہی فنا کرنے والی نہیں ہے وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل کرنے والی ہے اسی وجہ سے صحیح حدیث میں فرمایا کہ مردہ سنتا، دیکھتا اور محسوس کرتا ہے جب وہ اپنی قبر میں ہوتا ہے جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ﴾ یقیناً تم میں سے کوئی اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی پلٹ جاتے ہیں تو یقیناً وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾ ’’آپ کہہ دیں کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمہیں قبض کرلے گا چنانچہ تم اپنے رب کی جناب میں لوٹائے جاؤ گے۔‘‘ (السجدہ:11)

(7) ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾ ’’اللہ تعالیٰ جانوں کو اُن کی موت کے وقت اور جن کی موت نہیں آئی اُن کو سونے کے وقت اپنے قبضے میں لے لیتا ہے پھر وہ اُسے روک لیتا ہے جس پر اُس نے موت کا فیصلہ کیا اور دوسروں کو ایک مقرر وقت تک بھیج دیتا ہے، یقیناً اس میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔‘‘ (الزمر:42)

(8) ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ’’تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے؟‘‘ یعنی اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے کہ کون زیادہ اطاعت کرنے والا اور اس کی رضا کو طلب کرنے والا ہے۔ (جامع البیان:29/3)

(9) یہ آزمائش اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کر کے ان کو اس دنیا میں بھیجا، انہیں یہ بھی بتا دیا کہ انہیں عنقریب یہاں سے منتقل کیا جائے گا، ان کو اوامر و نواہی دیے اور اپنے ان اوامر کی معارض شہوات کے ذریعے سے ان کو آزمایا۔ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں بہترین جزا دے گا اور جو کوئی شہوات نفس کی طرف مائل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کو دور پھینک دیا تو اس کے لیے بدترین سزا ہے۔ (تفسیر سعدی:2806,2807/3)

(10) ابو قتادہ نے کہا اور اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے کیا معنی ہیں ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون عقل میں سب سے اچھا ہے اور کون اللہ تعالیٰ

سے زیادہ قوت رکھنے والا ہے اور کون اس کے اوامر ونواہی کی طرف زیادہ دھیان دینے والا ہے۔ اور اگرچہ وہ تم میں سے کم ہوں مگر دل کی خوشی کے ساتھ عمل کرنے والے ہوں گے۔ (ابن عطیہ:337/5)

(11)﴿وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡغَفُوۡرُ﴾ ''اور وہ سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔'' ﴿وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ﴾ تمام غلبہ اسی کا ہے جس کے ذریعے سے وہ تمام چیزوں پر غالب ہے اور مخلوقات اس کی مطیع ہے۔ ﴿الۡغَفُوۡرُ﴾ وہ بدکاروں، کوتاہی کرنے والوں اور گناہ گاروں کو بخش دیتا ہے، خاص طور پر جب وہ توبہ کر کے اس کی طرف رجوع کریں، وہ ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے، خواہ وہ آسمان کے کناروں تک پہنچے ہوئے ہوں، وہ ان کے عیوب کو چھپا تا ہے، خواہ وہ زمین بھر ہوں۔ (تفسیر سعدی:2806,2807/3)

(12) اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس پر ثناء بیان کی ہے تو اچھی طرح سے جان لو یقیناً وہ العزیز ہے ایسا غالب کہ اس کے درمیان اور جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اس کے درمیان کوئی حائل نہیں وہ الغفور ہے جو عظیم مغفرت والا ہے۔ جو توبہ کرنے والے کے لئے گناہ بخش دیتا ہے تو اگرچہ وہ پہاڑوں یا سمندروں کی جھاگ کے برابر ہوں وہ بخش دیتا ہے۔ (ایسر التفاسیر:1654,1655)

(13) اللہ تعالیٰ العزیز ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے وہ اس سے شدید انتقام لینے والا ہے۔ وہ الغفور ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اس کے گناہوں پر اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ (جامع البیان:3/29)

(14) رب العزت نے فرمایا: ﴿نَبِّئۡ عِبَادِيۡۤ اَنِّيۡۤ اَنَا الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ (۴۹) وَ اَنَّ عَذَابِيۡ هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِيۡمُ (۵۰)﴾ ''آپ میرے بندوں کو بتا دیں بلاشبہ میں بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہوں۔ اور یقینا میرا عذاب وہ دردناک عذاب ہے۔'' (الحجر:50,49)

(15) اللہ تعالیٰ سب پر غالب ہے یعنی اس سے ڈر کر نیک عمل کرتے رہو اور اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً توبہ کر کے معاف کروا لو کیونکہ وہ غالب ہونے کے باوجود کثرت سے معاف کرنے والا بھی ہے۔ (مختصر ابن کثیر:2097/2)

﴿الَّذِيۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِيۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰى مِنۡ فُطُوۡرٍ﴾

''وہ ذات جس نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا کیے تم رحمان کی تخلیق میں کوئی کمی بیشی نہ دیکھو گے، پھر تم نگاہ لوٹاؤ! کیا تم کوئی شگاف دیکھتے ہو؟'' (3)

سوال 1: ﴿الَّذِيۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ ''وہ ذات جس نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا کیے'' آسمان ملے ہوئے نہیں ان میں فاصلہ ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿الَّذِيۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا﴾ ''وہ ذات جس نے اوپر نیچے سات آسمان پیدا کیے'' یعنی اس نے آسمانوں کو ایک طبق نہیں بنایا بلکہ ان کو ایک دوسرے کے اوپر بنایا ہے۔

(2) آسمان پیاز کے چھلکوں کی طرح ملے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ان میں کافی فاصلہ ہے جیسا کہ معراج والی حدیث اور دیگر آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ (السراج المنیر :2097/2)

(3) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَللّٰهُ الَّذِیۡ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیۡرِ عَمَدٍ تَرَوۡنَهَا ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ یُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّكُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّكُمۡ تُوۡقِنُوۡنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو بغیر کسی ستون کے بُلند کیا ہے، تم انہیں دیکھتے ہو، پھر وہ اپنے عرش پر بلند ہوا اور اُس نے سورج اور چاند کو مسخر کیا، ہر ایک مقررہ مدت کے لیے چل رہا ہے، اللہ تعالیٰ ہی سارے کام کی تدبیر کرتا ہے، وہ نشانیوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو۔'' (الرعد:2)

سوال 2: ﴿مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ ؕ فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ﴾ ''تم رحمان کی تخلیق میں کوئی کمی بیشی نہ دیکھو گے، پھر تم نگاہ لوٹاؤ! کیا تم کوئی شگاف دیکھتے ہو؟'' باکمال صانع کا باکمال نظام ہے، وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿مَا تَرٰی فِیۡ خَلۡقِ الرَّحۡمٰنِ مِنۡ تَفٰوُتٍ﴾ ''تم رحمان کی تخلیق میں کوئی کمی بیشی نہ دیکھو گے'' تفاوت۔ فات بمعنی کسی چیز کا انسان کی دسترس سے اتنا دور ہو جانا کہ اس کا حاصل کر لینا اس کے لیے دشوار ہو اور تفاوت بمعنی دو چیزوں کے اوصاف اس طرح مختلف ہونا کہ ان سے ہر ایک کا وصف دوسری چیز کے وصف کو فوت کر رہا ہو۔ یعنی دو چیزوں کا آپس میں بے ربط، بے جوڑ ہونا، آپس میں لگا نہ کھانا اور ان میں عدم تناسب ہونا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جو چیز بھی پیدا کی ہے کسی کا مقصد دوسرے سے نہ ٹکراتا ہے اور نہ بے جوڑ اور بے ربط ہے۔ (تفسیر تیسیر القرآن:491/4)

(2) یعنی خلل اور نقص۔ جب نقص کی ہر لحاظ سے نفی ہو گئی تو وہ ہر لحاظ سے خوبصورت، کامل اور متناسب بن گئے، یعنی اپنے رنگ میں، اپنی ہیئت میں، اپنی بلندی میں، اپنے سورج، کواکب، ثوابت اور سیارات میں خوبصورت اور متناسب ہیں۔ چونکہ ان کا کمال معلوم ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو بار بار دیکھنے اور ان کے کناروں میں غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ (تفسیر سعدی:2807/3)

(3) ﴿فَارۡجِعِ الۡبَصَرَ ۙ هَلۡ تَرٰی مِنۡ فُطُوۡرٍ﴾ ''پھر تم نگاہ لوٹاؤ! کیا تم کوئی شگاف دیکھتے ہو؟'' یعنی بار بار غور و فکر سے دیکھو کیا کوئی خلل نظر آتا ہے؟ رحمٰن کی تخلیق میں کوئی عیب یا نقص نہیں ہے۔ وہ ہموار نہیں ہے۔ اونچ نیچ نہیں ہے، ہیر پھیر نہیں ہے۔ اختلاف اور تناقص نہیں ہے بے ڈھنگا پن اور بے ضابطگی نہیں ہے۔ (السراج المنیر :2097/2)

﴿ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیۡرٌ﴾

''پھر بار بار نگاہ لوٹاؤ! نگاہ تمہاری طرف نامراد ہو کر اس حال میں کہ وہ تھکی ہوئی ہوگی پلٹ آئے گی'' (4)

سوال 1: ﴿ثُمَّ ارۡجِعِ الۡبَصَرَ كَرَّتَیۡنِ یَنۡقَلِبۡ اِلَیۡكَ الۡبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیۡرٌ﴾ ''پھر بار بار نگاہ لوٹاؤ! نگاہ تمہاری طرف نامراد ہو کر اس حال میں کہ وہ تھکی ہوئی ہوگی پلٹ آئے گی'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ ''پھر بار بار نگاہ لوٹاؤ!''یعنی بار بار دیکھو۔

(2)﴿يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ﴾ ''نگاہ تمہاری طرف نامراد ہو کر اس حال میں کہ وہ تھکی ہوئی ہوگی پلٹ آئے گی''یعنی کوئی نقص دیکھنے سے عاجز ہو کر، ذلیل ہو کر، تھک کر نگاہ واپس لوٹ آئے گی۔

(3) کوئی عیب، کوئی خلل، کوئی بے قاعدگی، شگاف یا سوراخ دکھائی نہیں دے گا۔

(4) نگاہیں جما کر دیکھو کوئی ٹوٹ پھوٹ، کوئی جوڑ پیوند نظر نہیں آئے گا۔

(5) یقیناً اللہ تعالیٰ کی ہر تخلیق کامل، مضبوط اور خوب صورت ہے۔

﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ﴾

''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے اور ہم نے اُن کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے''(5)

سوال:﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ﴾ ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے اور ہم نے اُن کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے'' تاروں کے فوائد کثیر ہیں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ﴾ ''اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے سجایا ہے'' اس سے مراد مختلف اقسام کی روشنیاں رکھنے والے ستارے ہیں کیونکہ اگر آسمان میں ستارے نہ ہوتے تو یہ ایک تاریک چھت ہوتی جس میں کوئی حسن و جمال نہ ہو۔مگر اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو آسمان کی زینت، حسن و جمال اور راہ نما بنایا جن کے ذریعے سے بحر و بر میں راہ نمائی حاصل کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر کہ اس نے آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کیا، اس امر کے منافی نہیں کہ بہت سے ستارے ساتوں آسمانوں کے اوپر ہوں کیونکہ آسمان شفاف ہوتے ہیں اور اگر آسمان دنیا پر ستارے نہ بھی ہوں تو ساتوں آسمانوں کے ستاروں کے ذریعے سے آسمان دنیا کو زینت حاصل ہو سکتی ہے۔ (تفسیر سعدی:2808/3)

(2)﴿وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ﴾ ''اور ہم نے اُن کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا ہے'' یعنی ہم نے تاروں کو دہکتے ہوئے شعلے بنایا ہے۔رب العزت نے فرمایا:﴿اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ ''مگر جو کوئی شیطان اچانک اُچک لے تو ایک چمکتا ہوا شعلہ اُس کا پیچھا کرتا ہے۔'' (الصافات:10)

(3) یعنی ہم نے دنیا کے آسمان کو جگمگاتے ستاروں سے زینت دی ہے۔ یہ ستارے اپنے اپنے محور پر گردش کر رہے ہیں۔ ان میں سے بعض

ستارے ٹھہرے ہوئے بھی ہیں۔ان ستاروں کی تین خصوصیات ہیں ایک تو یہ کہ آسمان دنیا کی زینت ہیں۔دوسرے ان کو شیطانوں کے مار بھگانے کا ذریعہ بنایا اور تیسرے ان کے ذریعے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ان کے علاوہ کوئی تاروں سے فائدہ ڈھونڈے تو وہ اپنا حصہ ضائع کر رہا ہے۔رب العزت نے فرمایا: ﴿وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ﴾ ''اور بہت سی علامتیں ہیں اور تاروں سے بھی وہ ہدایت پاتے ہیں۔'' (النحل:16)

(4) ﴿وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ﴾ ''اور ہم نے اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے'' یعنی شیاطین کے لئے آخرت میں طرح طرح کے عذاب تیار ہیں۔

﴿وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾

''اور جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے، اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے'' (6)

سوال: ﴿وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے، اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے'' کافروں کا انجام جہنم ہے وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ﴾ ''اور جن لوگوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے، اُن کے لیے جہنم کا عذاب ہے'' جو لوگ اپنے رب پر ایمان نہیں لائے اور انہوں نے اس کی عبادت نہیں کی ان کا انجام جہنم ہے۔جو انتہائی برا ٹھکانہ ہے۔

(2) ﴿وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ﴾ ''اور وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔'' یعنی وہ خطرناک مقام اور بدترین ٹھکانہ ہے جہاں لوگوں کو رسوا کیا جائے گا۔

(3) رب العزت نے فرمایا: ابوسعید خدری نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن موت ایک چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی۔ایک آواز دینے والا فرشتہ آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا فرشتہ پوچھے گا۔تم اس مینڈھے کو بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے اور ان سے ہر شخص اس کا ذائقہ چکھ چکا ہوگا۔پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لیے ہمیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو! تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔﴿وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ﴾۔۔۔الخ (اور انہیں حسرت کے دن سے ڈراؤ۔جب کہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں (یعنی دنیادار لوگ) اور ایمان نہیں لاتے۔(بخاری:4730)

﴿اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ﴾

''جب وہ اُس میں ڈالے جائیں گے، وہ اُس کے لیے گدھے کے زور سے چیخنے کی سی آواز سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی'' (7)

سوال: ﴿اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِىَ تَفُوْرُ﴾ ''جب وہ اُس میں ڈالے جائیں گے، وہ اُس کے لیے گدھے کے

زور سے چیخنے کی سی آوازسنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی'' جہنم کی گرج اور جوش کی اس آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اِذَآ اُلۡقُوۡا فِيۡهَا﴾ ''جب وہ اُس میں ڈالے جائیں گے''یعنی جب قیامت کے دن فرشتے انہیں جہنم میں جھونکیں گے۔

(2)﴿سَمِعُوۡا لَهَا شَهِيۡقًا﴾ ''وہ اُس کے لیے گدھے کے زور سے چیخنے کی سی آوازسنیں گے'' جب کافر آگ میں ڈالے جائیں گے تو وہ جہنم کی خوف ناک گرج کوسنیں گے جس کے ساتھ بری چیخیں بھی ہوں گی۔

(3)﴿شَهِيۡقًا﴾زفیر اور شھیق گدھے کے ہینگنے کے وقت اس آواز کی ابتدائی اور آخری حالت کا نام ہے۔زفر بمعنی لمبا سانس باہر نکالنا اور زفیر گدھے کے ہینگنے کی ابتدائی آواز جو آہستہ سے اونچی ہونا شروع ہوجاتی ہے اور جب گدھا ہینگنے کے عمل کو ختم کرنے لگے تو وہ اونچی آواز سے پست ہونا شروع ہوتی ہے اسے شَهِيۡقٌ کہتے ہیں۔پھر یہ گدھے کی آواز قرآن کی تصریح کے مطابق سب سے زیادہ مکروہ اور کانوں کو ناگوار محسوس ہونے والی ہوتی ہے۔ایسی ہی مکروہ آواز دوزخ کی پیدا ہورہی ہوگی۔پھر اس کی بھی دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ ایسی آواز جہنم کے جوش مارنے سے پیدا ہوگی۔دوسرے یہ کہ دوزخ میں جو لوگ پہلے پڑے ہوں گے۔وہ اس قسم کی مکروہ آوازیں نکالیں گے۔

(تیسیر القرآن:4/ 491,492)

(4)﴿وَّهِىَ تَفُوۡرُ﴾ ''اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔''تفور۔فار الماء بمعنی پانی کا جوش مارنا اور ابلنا۔اور اس جوش مارنے یا ابلنے کی وجہ حرارت کی شدت نہیں ہوتی بلکہ پانی کا دباؤ ہوتا ہے۔نیچے سے پانی کا دباؤ زیادہ ہوا اور سوراخ تنگ ہو تو پانی بڑے جوش سے اوپر کو اچھلتا ہے۔لفظ فوارہ اسی سے مشتق ہے۔(تیسیر القرآن:4/ 492)

(5)جہنم ایسے جوش مارے گی جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے۔اس آگ کا غیض وغضب ایسا ہوگا گویا وہ ابھی پھٹ پڑے گی۔

(6)سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن جہنم کو لایا جائے گا،اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی،ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے(یعنی چار ارب نوے کروڑ فرشتے) جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔''(مسلم:7164)

﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلۡقِىَ فِيۡهَا فَوۡجٌ سَاَلَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَذِيۡرٌ﴾

''قریب ہوگی کہ وہ غصے سے پھٹ جائے۔جب کبھی کوئی گروہ اُس میں ڈالا جائے گا تو اُس کے نگران اُس سے پوچھیں گے:

''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟''(8)

سوال:﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ ؕ كُلَّمَاۤ اُلۡقِىَ فِيۡهَا فَوۡجٌ سَاَلَهُمۡ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمۡ يَاۡتِكُمۡ نَذِيۡرٌ﴾ ''قریب ہوگی کہ وہ غصے سے پھٹ جائے۔جب کبھی کوئی گروہ اُس میں ڈالا جائے گا تو اُس کے نگران اُس سے پوچھیں گے: ''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟'' جہنم کافروں کے ساتھ کیا معاملہ کرے گی،آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ﴾ ''قریب ہوگی کہ وہ غصے سے پھٹ جائے''یعنی جہنم کفار پر غیض وغضب سے پھٹ پڑے گی،

ایک ہونے کے باوجود لگے گا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی ہے۔

(2) جہنم کافروں کے ساتھ کیا کرے گی۔﴿كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ﴾ ''جب کبھی کوئی گروہ اُس میں ڈالا جائے گا'' جب کبھی اس میں کوئی جماعت ڈالی جائے گی۔ انہیں ذلیل کرنے کے لئے جہنم کے داروغے سوال کریں گے۔

(3) ﴿سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ﴾ ''تو اُس کے نگران اُس سے پوچھیں گے: ''کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا؟'' جہنم کے داروغے ان کی زجر و توبیخ کے لئے سوال کریں گے اور وہ زبانیہ فرشتے ہوں گے کہ کیا دنیا میں ایمان اور اطاعت کی طرف بلانے والا کوئی رسول تمہارے پاس نہیں آیا تھا۔ (ایسر التفاسیر:1656)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾ ''اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ گروہ در گروہ جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے، حتیٰ کہ جب وہ اُس کے پاس پہنچیں گے تو اُس کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اُس کے نگران اُن سے کہیں گے: ''کیا تمہارے پاس خود تم ہی میں سے کچھ رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں تمہارے رب کی آیات پڑھ کر سناتے ہوں اور تمہیں اُس دن کی ملاقات سے ڈراتے ہوں؟'' وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں! لیکن عذاب کی بات کافروں پر ثابت ہوگئی۔'' (الزمر:71)

(5) جہنم کے فرشتے پوچھیں گے، جہنم کا ایندھن کیوں بنے؟ کیا تمہارے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا جو تمہیں برے انجام سے آگاہ کرتا۔

(6) اللہ رب العزت کا یہ اصول ہے کبھی کسی کو عذاب نہیں دیا جاتا جب تک کہ ان کے پاس رسول نہ بھیجیں جیسا کہ فرمایا:﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ ''اور ہم کبھی عذاب دینے والے نہیں جب تک کہ ہم کوئی رسول نہ بھیجیں۔'' (بنی اسرائیل:15)

﴿قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ﴾

''وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم ایک بڑی گمراہی میں ہو'' (9)

سوال:﴿قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ښ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ﴾ ''وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم ایک بڑی گمراہی میں ہو'' جہنم میں مجرموں کی ندامت، حسرت اور افسوس کیسا ہوگا، وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاۗءَنَا نَذِيْرٌ ڏ فَكَذَّبْنَا﴾ ''وہ کہیں گے: ''کیوں نہیں؟ ہمارے پاس خبردار کرنے والا آیا تو ہم نے جھٹلا دیا'' اللہ تعالیٰ کے مجرم کافر جواب دیں گے۔ ہائے ہماری بدبختی ہمارے پاس رسول آئے تھے۔ انہوں نے ہمیں برے انجام سے آگاہ کیا تھا

مگر ہائے افسوس ہم نے انہیں جھٹلا دیا، انہیں رسول ہی نہ مانا۔ ان کے راستے میں ہم نے رکاوٹیں ڈالیں، انہیں جھوٹا قرار دیا۔

(2)﴿وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ﴾ ''اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں کی'' یعنی رسولوں کو ہم نے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ تم جھوٹے ہو اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ رہے ہو اللہ تعالیٰ نے کوئی کتاب نہیں اتاری۔

(3)﴿إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ﴾ ''تم ایک بڑی گمراہی میں ہو۔'' یعنی ہم نے رسولوں کو ہی گمراہ قرار دیا۔ مجرم رسولوں کو جھٹلانے کا اعتراف کر کے حسرت اور ندامت کا اظہار کریں گے لیکن بے نتیجہ ہوگا۔

﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

''اور وہ کہیں گے: اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے'' (10)

سوال: ﴿وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْ أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ ''اور وہ کہیں گے: اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے'' مجرموں کے لئے بے وقت کی ندامت مفید نہیں ہوگی واضح کریں؟

جواب: (1)﴿وَقَالُوْا﴾ ''اور وہ کہیں گے:'' اور وہ فوج جو جہنم میں ڈالی جائے گی اس کے داروغوں سے کہے گی۔

(2)﴿لَوْ كُنَّا﴾ ''اگر ہم'' اگر ہم دنیا میں ہوتے۔

(3)﴿نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ﴾ ''سنتے یا سمجھتے ہوتے'' یعنی دنیا میں اگر ہم رسولوں کی باتیں سنتے اور عقل سے کام لیتے اور ان کی باتیں مان لیتے۔

(4)﴿مَا كُنَّا فِيْ أَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾ ''تو آج ہم بھڑکتی ہوئی آگ والوں میں نہ ہوتے'' تو آج کے دن ہم جہنمی نہ ہوتے۔

(5) یعنی اگر وہ عقلی دلائل سن کر گمراہی سے ہدایت، شر سے خیر کو الگ کر لیتے تو آج بھڑکتی ہوئی آگ کے سزاوار نہ ہوتے۔ وہ اس وقت نادم ہوں گے جب وقت ان کے ہاتھ سے نکل جائے گا، بے وقت کی ندامت کبھی فائدہ نہیں دیتی۔

(6) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَأُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ (۱۰۳) تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ (۱۰۴) أَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۱۰۵) قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ (۱۰۶) رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُوْنَ (۱۰۷) قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ (۱۰۸)﴾ ''اور وہ شخص جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو خسارے میں ڈالا، وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اُن کے چہروں کو آگ جھلسا دے گی اور اس میں وہ جبڑے نکالنے والے ہوں گے۔'' کیا میری آیات تمہیں پڑھ کر سنائی نہیں جاتی تھیں؟ پھر بھی تم انہیں جھٹلاتے تھے۔'' وہ کہیں گے: ''اے ہمارے رب! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب! ہمیں یہاں سے نکال، پھر اگر ہم دوبارہ کریں تو بلاشبہ ہم ہی ظالم ہوں گے۔'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''یہیں خوار رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔'' (المومنون: 103,108)

﴿فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّأَصْحٰبِ السَّعِيْرِ﴾

’’سووہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے، سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے‘‘ (11)

سوال: ﴿فَاعۡتَرَفُوۡا بِذَنۡۢبِہِمۡ ۚ فَسُحۡقًا لِّاَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ﴾ ’’سووہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے، سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے‘‘ محشر میں جہنمی اقبال جرم کریں گے؟

جواب: (1) ﴿فَاعۡتَرَفُوۡا بِذَنۡۢبِہِمۡ﴾ ’’سووہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے‘‘ وہ رسولوں کو جھٹلانے کا اعتراف کریں گے۔ اور وہ اعتراف اور اقبال جرم کہاں ان کے کام آئے گا؟ (تفسیر منیر: 18/15)

(2) ﴿فَسُحۡقًا لِّاَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ﴾ ’’سو دوری ہے بھڑکتی ہوئی آگ والوں کے لیے‘‘ جہنمیوں کے لئے میری رحمت سے دوری ہے، وہ انکار کریں یا اعتراف کچھ بھی ان کے کام نہیں آئے گا۔ اس طرح وہ ہونے والا واقعہ وقوع پذیر ہو جائے گا اور وہ عذاب ان سے کبھی ہٹایا نہیں جا سکے گا۔ (3) نبی ﷺ نے فرمایا: ’’لوگ اس وقت تک ہلاک نہیں ہوں گے جب تک اپنی برائیاں آپ نہ دیکھ لیں۔‘‘ (مسند احمد: 260/4)

(4) اللہ تعالیٰ کسی کو جہنم میں نہیں بھیجے گا جب تک وہ خود نہیں جان لے گا کہ میں واقعی جہنم ہی کے قابل ہوں، جنت کے قابل نہیں۔

(5) کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھو دیا، وہ جہنم کا ایندھن بنے جو ان کے جسموں میں بھڑکتی رہے گی اور ان کے دلوں سے لپٹتی رہے گی۔ (تفسیر سعدی: 2809,2810/2) (6) سعید بن جبیر نے فرمایا: سحقا جہنم کی ایک وادی ہے۔ (جامع البیان: 7/29)

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ﴾

’’جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں یقیناً اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے‘‘ (12)

سوال: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ﴾ ’’جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں یقیناً اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے‘‘ تنہائی میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر گناہوں سے باز رہنے والوں کی کیا فضیلت ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ﴾ ’’جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں‘‘ جو لوگ اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں وہ تنہائی میں بھی گناہوں سے رک کر نیکیاں کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل میں کوتاہی نہیں کرتے۔

(2) رب العزت نے فرمایا: ﴿الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّہُمۡ بِالۡغَیۡبِ وَ ہُمۡ مِّنَ السَّاعَۃِ مُشۡفِقُوۡنَ﴾ ’’وہ لوگ جو بن دیکھے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں اور وہی قیامت سے ڈرنے والے ہیں۔‘‘ (الانبیاء: 49)

(3) اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کے عذاب و عقاب کا خوف اور شیطان سے مجاہدہ کرنا ہر انسان پر واجب ہے۔ (تفسیر منیر: 24/15)

(4) ﴿لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ اَجۡرٌ کَبِیۡرٌ﴾ ’’یقیناً اُن کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے‘‘ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور قیامت کے دن کے عذاب کا خوف رکھتے ہیں وہ کھلے چھپے اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا شعور رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کرے گا اور انہیں بڑا ثواب عطا فرمائے گا جو

کہ جنت ہے۔(5)اللہ تعالیٰ جب ان کے گناہ بخش دیں گے تو گناہوں کے شر اور جہنم کے عذاب سے بھی بچالیں گے۔

(6)اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے یعنی ہمیشہ رہنے والی بادشاہت ،نعمتیں، خدمت گار اور رب کی رضا جو سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

(7)رب العزت نے فرمایا:﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِۨ ﴿٣٣﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿٣٤﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿٣٥﴾﴾ ''جو بن دیکھے رحمان سے ڈر گیا اور رجوع کرنیوالا دل لایا۔(ان سے کہا جائے گا) جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔یہی اَبدی زندگی کا دن ہے۔اُن کے لیے وہاں وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور ہمارے پاس مزید بھی ہے۔'' (ق:33,35)

(8)﴿اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ ''آپ صرف اسی شخص کو خبردار کرتے ہیں جس نے نصیحت کی پیروی کی اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرا سو اُسے مغفرت اور باعزت اجر کی بشارت دے دیں۔'' (یٰسین:11)

﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾

''اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اُس کو ظاہر کر دو، یقیناً وہ تو سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے'' (13)

سوال:﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اُس کو ظاہر کر دو، یقیناً وہ تو سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے'' اللہ تعالیٰ دلی راز جانتا ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ﴾ ''اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اُس کو ظاہر کر دو'' یقیناً اللہ تعالیٰ دلی رازوں کو جانتا ہے اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں، جیسے دل کی باتیں اور خیالات جو زبانوں پر نہیں آتے اللہ تعالیٰ ان سے بھی واقف ہے۔

(2)﴿اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ ''یقیناً وہ تو سینوں والی بات کو خوب جاننے والا ہے'' یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے اپنے وسیع علم، بے پایاں لطف وکرم کے بارے میں خبر ہے، چنانچہ فرمایا:﴿وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ﴾ ''اور تم اپنی بات چھپاؤ یا اُس کو ظاہر کر دو'' یعنی اس کے لیے دونوں برابر ہیں، دونوں میں سے کوئی بات اس سے چھپی نہیں رہ سکتی، پس، وہ سینے میں چھپی ہوئی نیتوں اور ارادوں کو بھی جانتا ہے، وہ ان اقوال کو کیوں کر نہیں جانتا جن کو سنا جا سکتا ہے اور جن کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے؟ (تفسیر سعدی:2810/3)

﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾

''کیا وہی نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟ اور وہ نہایت باریک بین، خوب باخبر ہے'' (14)

سوال:﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۭ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ ''کیا وہی نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟ اور وہ نہایت باریک بین، خوب باخبر ہے'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ ''کیا وہی نہیں جانتا جس نے پیدا کیا؟''یعنی وہ کیسے چھپی ہوئی باتوں کو نہیں جانے گا جبکہ وہ تمہاری ظاہر ہونے والی باتوں کو جانتا ہے اور وہ تمہارا خالق ہے، اپنی مخلوق کو خوب جانتا ہے۔ وہ رگ رگ سے واقف ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ نے اپنے علم پر عقلی دلیل سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:﴿اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ﴾ یعنی وہ ہستی جس نے مخلوق کو نہایت مہارت سے اور بہترین طریقے سے پیدا کیا ہے وہ سینوں کے بھید کیونکر نہ جانتی ہوگی؟ اس کے علم وخبر بہت لطیف ہیں حتی کہ وہ سینے کے بھیدوں، ضمیر کے رازوں، تمام چھپی ہوئی چیزوں، خفیہ امور اور غیوب کو جانتا ہے، وہی ہے جو ﴿يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى﴾ ''چھپی ہوئی اور پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے'' (سورہ طٰہٰ:7) (تفسیر سعدی:2810/3)

(3)﴿وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ﴾ ''اور وہ نہایت باریک بیں، خوب باخبر ہے'' (اَللَّطِيْفُ) کے معانی میں سے ایک معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے بندے اور دوست کے ساتھ نہایت لطف وکرم سے پیش آتا ہے، اس کے ساتھ احسان اور نیکی اس طرح کرتا ہے کہ اسے شعور تک نہیں ہوتا، وہ اسے شر سے ایسے بچاتا ہے جس کا اسے وہم وگمان نہیں ہوتا، وہ اسے ایسے اسباب کے ذریعے سے اعلیٰ مراتب پر فائز کرتا ہے جو بندے کے تصور میں بھی نہیں ہوتے یہاں تک کہ وہ اسے ناگوار حالات کا مزا چکھاتا ہے تاکہ ان کے ذریعے سے اسے جلیل القدر محبوبات اور اعلیٰ مطالب ومقاصد تک پہنچائے۔ (تفسیر سعدی:2811/3)

(4) لطیف کے معنی میں باریک بینی یا راز اور چھوٹی چھوٹی باتوں سے آگاہی پائی جاتی ہے۔ اور کبھی دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی مخلوق کی چھوٹی چھوٹی تکالیف کا علم رکھنا اور مہربانی سے ان کا ازالہ کرتے رہنا۔

(5) رب العزت نے فرمایا:﴿اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے۔'' (الحجرات:18)

(6)﴿وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾ ''اور آپ کا رب جانتا ہے جو اُن کے سینے چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔'' (القصص:69)

رکوع نمبر 2

﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ﴾

''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع بنا دیا سو تم اُس کے راستوں پر چلو اور اُس کے رزق میں سے کھاؤ اور اُسی کی طرف قبروں سے اُٹھ کر جانا ہے'' (15)

سوال:﴿هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ۭ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ﴾ ''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع بنا دیا سو تم اُس کے راستوں پر چلو اور اُس کے رزق میں سے کھاؤ اور اُسی کی طرف قبروں سے اُٹھ کر جانا ہے'' زمین اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا﴾ ''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو تابع بنادیا'' زمین اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے رب العزت نے اس زمین کو ہمارے قبضے میں دے دیا ہے۔

(2)''ذلولا'' کے لفظی معنی ہیں ذلیل، مسخر اور تابعدار۔ مطلب یہی ہے کہ زمین کو ایسا نرم اور ملائم بنادیا ہے کہ تم جیسے چاہو اسے کھودو، اس میں راستے بناؤ اور اس کی مٹی سے کچی اور پکی عمارتیں تعمیر کرو وغیرہ۔ (اشرف الحواشی:672/1)

(3) اللہ تعالیٰ نے زمین میں میٹھے پانی کے چشمے اور دریا جاری کردیے۔ اس میں راستے بنائے اور ہر طرح کے فائدے رکھ دیے تاکہ اس میں سے انسان جو چاہیں وہ حاصل کرسکیں مثلاً کھیتیاں اور باغات اگاسکیں، عمارتیں اور راستے تعمیر کرسکیں، تاکہ ان شاہراہوں پر دور دراز کے ملکوں تک جاسکیں اور جہاں چاہیں رہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ ''اور اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے کہ تمہیں لے کر ڈگمگانے نہ لگے اور اس میں دریا اور راستے بنادیئے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔'' (النحل:15)

(5)﴿فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا﴾ ''سو تم اُس کے راستوں پر چلو'' ''مناکب'' کے لفظی معنی ''کندھوں'' کے ہیں۔ اس سے مراد زمین کے راستے، اطراف اور پہاڑ ہیں یعنی جس طرف چاہو سفر کرو، کسب وتجارت کے لئے چلو پھرو۔ (اشرف الحواشی:672/1)

(6) یعنی زمین میں تجارت کی غرض سے جہاں چاہیں سفر کریں۔

(7)﴿وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ﴾ ''اور اُس کے رزق میں سے کھاؤ'' یعنی وہ رزق کھاؤ جو اس نے تمہارے لیے پیدا کیا، طرح طرح کے غلے اور قسم قسم کے پھل اور پھول۔

(8) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر توکل کرو جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو تم کو بھی ایسے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ صبح کو وہ گھونسلوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔'' (ترمذی:4164)

(9)﴿وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ﴾ ''اور اُسی کی طرف قبروں سے اُٹھ کر جانا ہے'' یعنی اسی ایک رب کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے یعنی وہ تمہیں زندہ کرے گا اور تمہیں تمہاری قبروں سے نکالے گا تاکہ تم سے حساب لے اور تمہیں تمہارے ایمان اور تمہاری اطاعت پر بہترین جزا دے گا اور وہ جنت اور اس کی نعمتیں ہیں اور تم میں سے جو کفر اور نافرمانیاں کرے ان کے کفر اور شر پر انہیں جزا دے اور وہ آگ اور اس کا عذاب ہے۔ (ایسر التفاسیر:1657) (10) یاد رکھو تمہاری کوششیں اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد کے بغیر کامیاب نہیں ہوسکتیں اس لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔

﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ﴾

''کیا تم اُس سے بے خوف ہو گئے کہ جو آسمان میں ہے وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے؟ تو اچانک وہ ہچکولے کھانے لگے'' (16)

سوال:﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ﴾ ''کیا تم اُس سے بے خوف ہو گئے کہ جو آسمان میں ہے وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے؟ تو اچانک وہ ہچکولے کھانے لگے'' مہلت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا ہے آیت کی روشنی

میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿ءَ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ﴾ ''کیا تم اُس سے بے خوف ہو گئے کہ جو آسمان میں ہے'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے جو اپنی مخلوق پر بلند ہے۔

(2) سیدنا معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی اس لونڈی کے متعلق پوچھا جسے انہوں نے ایک طمانچہ مارا تھا کہ کیا میں اسے آزاد کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے میرے پاس لاؤ۔'' جب وہ آ گئی تو آپ نے پوچھا: ''اللہ کہاں ہے؟'' اس نے کہا، آسمان میں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا، آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے۔'' (مسلم:1199)

(3)﴿اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمُ الۡاَرۡضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوۡرُ﴾ ''وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے؟ تو اچانک وہ ہچکولے کھانے لگے۔'' اللہ تعالیٰ نے زمین کی حرکت سے ڈرایا ہے کہ جس زمین پر تم رہتے ہو وہ 1000 میل فی گھنٹہ کے حساب سے اپنے گرد، 65 ہزار میل فی گھنٹہ کے اعتبار سے سورج کے گرد اور جس کہکشاں میں زمین ہے وہ آسمان کے برج جبّار کے نزدیک 20 ہزار میل فی گھنٹہ کے اعتبار سے دوڑ رہی ہے جس کا ایک چکر 26 کروڑ سالوں میں پورا ہوتا ہے۔ ان ساری دوڑوں کے باوجود کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جو آسمانوں میں ہے وہ تمہیں زمین میں دھنسا دے اور یہ زمین جھکولے کھانے لگے یعنی وہی زمین جو تمہاری قرار گاہ ہے، جہاں تم سکون سے چلتے پھرتے ہو، جہاں تمہاری روزی ہے، کیا اس زمین کو حرکت میں لا کر وہ تمہاری ہلاکت کا باعث نہیں بنا سکتا؟

(4)﴿قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَ عَلَیۡکُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ اَوۡ یَلۡبِسَکُمۡ شِیَعًا وَّیُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ ؕ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّهُمۡ یَفۡقَهُوۡنَ﴾ ''آپ کہہ دیں وہ اس پر بھی قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے کوئی عذاب بھیج دے یا تمہیں گروہوں میں ملا دے اور تم میں سے بعض کو بعض کی لڑائی کا مزہ چکھا دے، آپ دیکھیں ہم آیات کو کیسے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔'' (الانعام:65)

(5)﴿وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوۡا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَهۡرِهَا مِنۡ دَآبَّةٍ وَّلٰکِنۡ یُّؤَخِّرُهُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ کَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِیۡرًا﴾ ''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس کی وجہ سے پکڑتا جو انہوں نے کمایا تو سطح زمین پر کوئی جاندار بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ اُنہیں مقرر مدت تک مہلت دیتا ہے، پھر جب اُن کا مقررہ وقت آ جائے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہمیشہ سے خوب دیکھنے والا ہے۔'' (فاطر:45)

(6) اللہ رب العزت نے ان لوگوں کو وعید دی ہے جو اپنی نافرمانی، سرکشی، کفر اور شرک پر جمے ہوئے ہیں۔ ان کے گناہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو للکار رہے ہیں، ان کی نافرمانیاں عذاب کے نزول کی موجب ہیں مگر وہ رحمت اور تحمل کی وجہ سے درگزر فرما کر مہلت دیتا ہے۔

﴿اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ﴾

’’کیاتم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے؟ پھر جلد ہی تم جان لو گے کہ کیسا ہے میرا ڈرانا؟‘‘ (17)

سوال:﴿اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ﴾ ’’کیاتم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے؟ پھر جلد ہی تم جان لو گے کہ کیسا ہے میرا ڈرانا؟‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَمۡ اَمِنۡتُمۡ مَّنۡ فِی السَّمَآءِ﴾ ’’کیاتم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے‘‘یعنی وہ اللہ عزوجل ہے جو آسمانوں میں ہے۔

(2)﴿اَنۡ یُّرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا﴾ ’’کہ تم پر پتھراؤ والی آندھی بھیج دے؟‘‘یعنی وہ آسمان سے تم پر پتھر برسا کر عذاب نازل کرے اور تم سے انتقام لے اور تمہیں ہلاک کر دے۔

(3)رب العزت نے فرمایا:﴿اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمۡ جَانِبَ الۡبَرِّ اَوۡ یُرۡسِلَ عَلَیۡکُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَکُمۡ وَکِیۡلًا﴾ ’’تو کیاتم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں خشکی کی جانب دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی بھیج دے؟ پھر تم اپنے لیے کوئی کارساز نہ پاؤ گے؟‘‘ (بنی اسرائیل:68)

(4)﴿فَسَتَعۡلَمُوۡنَ کَیۡفَ نَذِیۡرِ﴾ ’’پھر جلد ہی تم جان لو گے کہ کیسا ہے میرا ڈرانا؟‘‘ رب العزت نے وعید دی ہے کہ وہ عذاب تم پر کیسے آتا ہے جس کے بارے میں تمہیں رسولوں نے آگاہ کیا عنقریب تمہیں علم ہو جائے گا۔اگر ابھی تک عذاب سے محفوظ ہو تو تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ تم اپنے بُرے اعمال کا انجام دیکھ لو گے۔

(5)تم سے پہلے لوگوں نے بھی اس طرح جھٹلایا تھا جیسے تم نے جھٹلایا۔اللہ تعالیٰ نے آخرت سے پہلے انہیں دنیا کے عذاب کا مزا چکھایا ڈرو اس سے جو تم پر عذاب نازل کرنے کی قدرت رکھتا ہے کہیں وہ تم پر عذاب نازل نہ کر دے جو پہلے لوگوں پر ہوا تھا۔

(6)اللہ تعالیٰ نے پتھراؤ کرنے والی ہوا سے پہلی قوموں کو بھی ہلاک کیا ہے۔مثلاً قوم عاد،قومِ لوط اور اصحابُ الفیل جن کو پتھروں کی بارش سے ہلاک کر دیا گیا۔اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ کیا تم بے خوف ہو کہ وہ تم پر پتھراؤ کرنے والی ہوا بھیج دے۔پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہے یعنی میں نے پچھلی قوموں کی ہلاکت کے بارے میں جو خبریں دی ہیں وہ کتنی سچی ہیں۔

(7)عذاب آنے کے بعد کا علم بے فائدہ ہے۔

﴿وَلَقَدۡ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ﴾

’’اور بلاشبہ یقیناً اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا پھر کیسا تھا میرا عذاب؟‘‘ (18)

سوال:﴿وَلَقَدۡ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ فَکَیۡفَ کَانَ نَکِیۡرِ﴾ ’’اور بلاشبہ یقیناً اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا پھر

کیسا تھا میرا عذاب؟'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَلَقَدۡ كَذَّبَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً اُن سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا''یعنی جیسے عاد اور ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جب رسولوں نے انہیں شرک اور کفر سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

(2)﴿كَذَّبَتۡ قَبۡلَهُمۡ قَوۡمُ نُوۡحٍ وَّاَصۡحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُوۡدُ (۱۲) وَعَادٌ وَّفِرۡعَوۡنُ وَاِخۡوَانُ لُوۡطٍ (۱۳) وَّاَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ وَقَوۡمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيۡدِ (۱۴)﴾ ''اُن سے پہلے قوم نوح اور اصحابُ الرّس اور ثمود نے جھٹلایا۔اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں نے۔اور اہل ایکہ اور قوم تُبّع نے، ہر ایک نے رسولوں کو جھٹلایا تو میری وعید سچ ثابت ہوئی۔''(ق:12,14)

(3)﴿وَلَقَدۡ اٰتَيۡنَا مُوۡسَى الۡكِتٰبَ وَجَعَلۡنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوۡنَ وَزِيۡرًا (۳۵) فَقُلۡنَا اذۡهَبَاۤ اِلَى الۡقَوۡمِ الَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرۡنٰهُمۡ تَدۡمِيۡرًا (۳۶) وَقَوۡمَ نُوۡحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغۡرَقۡنٰهُمۡ وَجَعَلۡنٰهُمۡ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلظّٰلِمِيۡنَ عَذَابًا اَلِيۡمًا (۳۷) وَّعَادًا وَّثَمُوۡدَا۟ وَاَصۡحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوۡنًۢا بَيۡنَ ذٰلِكَ كَثِيۡرًا (۳۸) وَكُلًّا ضَرَبۡنَا لَهُ الۡاَمۡثَالَ ۫ وَكُلًّا تَبَّرۡنَا تَتۡبِيۡرًا (۳۹) وَلَقَدۡ اَتَوۡا عَلَى الۡقَرۡيَةِ الَّتِىۡۤ اُمۡطِرَتۡ مَطَرَ السَّوۡءِ ؕ اَفَلَمۡ يَكُوۡنُوۡا يَرَوۡنَهَا ۚ بَلۡ كَانُوۡا لَا يَرۡجُوۡنَ نُشُوۡرًا (۴۰)﴾ ''اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اُس کے بھائی ہارون کو بوجھ بٹانے والا بنایا۔پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلا دیا تو ہم نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا، بری طرح تباہ و برباد کرنا۔ اور نوح کی قوم کو ہم نے غرق کر دیا جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلا دیا اور ہم نے اُنہیں لوگوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود کو اور کنوئیں والے اور اس کے درمیان بہت سے زمانے کے لوگوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور ہر ایک کے لیے ہم نے مثالیں بیان کیں اور ہر ایک کو ہم نے برباد کر دیا بری طرح تباہ و برباد کرنا۔ اور بلاشبہ یقیناً یہ لوگ اس بستی پر سے آئے ہیں جس پر بدترین بارش برسائی گئی تو کیا وہ اسے دیکھا نہیں کرتے تھے؟ بلکہ وہ دوبارہ اُٹھائے جانے کی اُمید ہی نہیں رکھتے۔''(الفرقان:40,35)

(4)﴿فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ﴾ ''پھر کیسا تھا میرا عذاب؟''﴿نکیر﴾(عذاب) دراصل اس انتقامی کاروائی کو کہتے ہیں جو کسی کے خلاف اس کے طرزِ عمل کو غلط اور ناپسندیدہ سمجھ کر کی جاتی ہے۔(اشرف الحواشی:672/1)

(5) یعنی جھٹلانے والوں کا کیسا عبرت ناک انجام ہوا،انہیں کیسے دردناک عذابوں میں پکڑا گیا اور وہ کس برے طریقے سے ہلاک ہوئے، ان کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔

﴿اَوَلَمۡ يَرَوۡا اِلَى الطَّيۡرِ فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّيَقۡبِضۡنَ ؕۘ مَا يُمۡسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍۢ بَصِيۡرٌ﴾

''اور کیا اُنہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمان کے

سوا اُنہیں کوئی نہیں تھامتا، بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے'' (19)

سوال: ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ؕ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ﴾ ''اور کیا اُنہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں رحمان کے سوا اُنہیں کوئی نہیں تھامتا، بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے'' مشاہدہ قدرت میں ایمان والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ﴾ ''اور کیا اُنہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا اس حال میں کہ وہ پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں'' رب العزت نے اپنی قدرت اور طاقت کا شعور دلانے کے لیے پرندوں کی حالت پر غور کرنے کی ترغیب دی ہے۔ کیا اپنے اوپر اڑتے ہوئے پرندے نہیں دیکھتے جن کو اللہ تعالیٰ نے مسخر کیا اور ان کے لیے فضا اور ہوا کو مسخر کیا۔ وہ فضا میں کبھی دونوں پروں سے اڑتے ہیں کبھی ایک سے۔ کبھی پر پھیلاتے ہیں، کبھی نیچے اترنے کے لیے سکیڑتے ہیں۔

(2) صٰٓفّٰتٍ یعنی صف بنانا۔ سیدھی قطار بنانا اور صف بمعنی ہر شے کی سیدھی قطار اور صف الطیر بمعنی پرندوں نے اپنی اڑان میں اپنے پروں کو قطار کی طرح سیدھا کر دیا۔ نیز اس کا معنی پرندوں کا اپنے پروں کو ہوا میں پھیلا دینا اور بالکل بے حرکت بنا دینا بھی ہے۔ (تفسیر تیسیر القرآن: 505/4)

(3) ﴿مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ﴾ ''رحمان کے سوا اُنہیں کوئی نہیں تھامتا'' کون ہے جو ان پرندوں کو فضا میں سنبھالے ہوئے ہیں رحمٰن کے سوا کسی کی طاقت نہیں کہ انہیں سنبھال سکے وہ رحمٰن ہے جس نے فضا کو مسخر کیا اور پرندوں کو پرواز کے لیے موزوں بنایا۔ پرندوں کی حالت میں غور کرو گے تو اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کی عنایتوں کا یقین ملے گا اور اس حقیقت تک پہنچو گے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

(4) رب العزت نے فرمایا: ﴿اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''کیا انہوں نے پرندوں کو نہیں دیکھا کہ آسمان کی فضا میں مسخر ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں تھامتا بلاشبہ اس میں یقینا نشانیاں ہیں اُن کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں۔'' (النحل: 79)

(5) ﴿اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ﴾ ''بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔'' یقینا اللہ تعالیٰ بصیر ہے وہ ان کا نگران اور کفیل ہے۔ وہ بندوں کے لیے اپنی حکمت کے تقاضوں کے مطابق تدبیر کرتا ہے۔

﴿اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ﴾

''یا کون ہے وہ جو تمہارا لشکر ہو، جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے؟ کافر دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں'' (20)

سوال: ﴿اَمَّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ جُنْدٌ لَّکُمْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْکٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ﴾ ''یا کون ہے وہ جو تمہارا لشکر ہو، جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے؟ کافر دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں'' غیر اللہ سے امداد کا عقیدہ دھوکہ ہے آیت

کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ﴾''یا کون ہے وہ جو تمہارا لشکر ہو، جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے؟'' اللہ تعالیٰ اپنے امر سے دور بھاگنے اور حق سے روگردانی کرنے والے سرکشوں سے فرماتا ہے یعنی جب رحمن تمہارے ساتھ کوئی برائی کرنے کا ارادہ کرے تو کون سا تمہارا لشکر اس برائی کو تم سے دور کرسکتا ہے؟ یعنی رحمٰن کے سوا تمہارے دشمنوں کے خلاف کون تمہاری مدد کرسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا، عزت عطا کرنے والا اور ذلت سے ہم کنار کرنے والا ہے اور اس کے سوا تمام مخلوق کسی بندے کی مدد کے لیے اکٹھی ہو جائے تو کسی بھی دشمن کے خلاف اسے ذرہ بھر فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس کفار کو یہ جان لینے کے بعد کہ رحمٰن کے سوا کوئی ان کی مدد نہیں کرسکتا، اپنے کفر پر جمے رہنا فریب اور حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ (تفسیر سعدی:2813/3)

(2)﴿وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ (٧٤) لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ﴾''اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا رکھے ہیں تا کہ اُن کی مدد کی جائے۔ وہ اُن کی مدد نہیں کرسکتے اور وہ اُن کے لیے حاضر کیے گئے لشکر ہیں۔'' (یسین:74,75)

(3) انسان کسی سہارے کی وجہ سے بے خوف ہوتا ہے۔ یہ سہارا اس کے شعور کی گہرائیوں میں رچ بس کر اُسے بے خوف بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سوال کیا ہے کہ یہ بتاؤ وہ کون سا لشکر ہے جو رحمان کے مقابلے میں تمہاری مدد کرے گا؟ یعنی تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا سکے گا۔

(4) مشرک غیر اللہ سے مدد اور روزی مانگتے ہیں ان کی کوئی امید پوری ہونے والی نہیں وہ اللہ تعالیٰ ہے جو حمایتی اور کارساز ہے اس کے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔

(5)﴿اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ﴾''کافر دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں'' یعنی کافر دھوکے میں ہیں شیطان ان کے لیے شرک کو مزین کرتا ہے اور انہیں وعدے دیتا ہے کہ ان کے لیے نہ حساب ہے نہ عذاب اور ان کے معبود ان کی سفارش کریں گے۔ (ایسر التفاسیر:1659)

(6) غیروں سے امداد کا عقیدہ دھوکہ ہی دھوکہ ہے اللہ کے سوا کوئی مددگا اور کارساز نہیں ہے۔

﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ﴾

''یا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور گریز پر اَڑے ہوئے ہیں'' (21)

سوال:﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ﴾''یا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک لے؟ بلکہ وہ سرکشی اور گریز پر اَڑے ہوئے ہیں'' کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ﴾''یا وہ کون ہے جو تمہیں رزق دے اگر وہ اپنا رزق روک لے؟'' یعنی اللہ تعالیٰ ہی رزق کا مالک ہے۔ رزق اس کی طرف سے ہے اگر وہ رزق روک لے تو کون ایسا ہے جو رزق دے سکے رب العزت نے فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴾''آپ کہہ دیں کہ تمہیں

آسمانوں اور زمین سے رزق کون دیتا ہے؟ آپ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ اور بیشک ہم یا تم میں سے ایک ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں ہیں۔'' (سبا:24)

(2)﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڭ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ ''اے لوگو! اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو یاد کرو، کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں سے بہکائے جاتے ہو؟'' (فاطر:3)

(3)﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْـحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ﴾ ''آپ کہہ دیں کہ کون تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کون ہے جو کانوں اور آنکھوں کا مالک ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہر کام کی تدبیر کرتا ہے؟ تو جلد ہی وہ کہیں گے ''اللہ تعالیٰ'' کہو: ''تو کیا تم ڈرتے نہیں؟'' (یونس:31)

(4)﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا، پھر وہ تمہیں موت دے گا، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا، کیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی ہے جو ان میں سے کوئی بھی کام کرتا ہو؟ پاک ہے وہ اور اُن سے بہت بلند ہے جنہیں یہ شریک بناتے ہیں۔'' (الروم:40)

(5) اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی رزق دے سکتا ہے نہ چھین سکتا ہے، نہ کوئی مدد کر سکتا ہے، نہ ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی خالق، رازق اور عزت و ذلت کا مالک ہے جسے چاہتا ہے رزق دیتا ہے، عزت دیتا ہے جس سے چاہتا ہے رزق اور عزت چھین لیتا ہے۔

(6)﴿اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ ''یا وہ جو تخلیق کی ابتداء کرتا ہے، پھر اُس کا اعادہ کرتا ہے؟ اور وہ جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ آپ کہہ دیں لاؤ اپنی دلیل، اگر تم سچے ہو۔'' (النمل:64)

(7) جو خالق، مالک اور رازق ہے اسی کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

(8)﴿بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ﴾ ''بلکہ وہ سرکشی اور گریز پر اڑے ہوئے ہیں۔'' یعنی کافر حق کے معاملے میں گمراہی اور دشمنی پر اڑے ہوئے ہیں۔ وہ حق سے دور بھاگتے ہیں وہ حق سے نفرت کرتے ہیں نہ سننا چاہتے ہیں نہ ماننا چاہتے ہیں۔

(9) لج بمعنی ضد سے جھگڑنا۔ دشمنی میں مداومت کرنا اور لجۃ بمعنی پانی کی گہرائی۔ پانی کا گہرا حصہ جہاں پانی سب سے زیادہ گہرا ہو۔ گویا اس لفظ کا معنی ضد کی وجہ سے کسی بات پر اڑ جانا بھی ہے اور کسی برے کام میں دور دراز تک چلے جانا بھی ہے۔ (تفسیر تیسیر القرآن:495/4)

(10) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو معبوث کیا اور آپ نے فرمایا﴿قُلْ مَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

﴿وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الۡمُتَكَلِّفِيۡنَ﴾ ''کہہ دو کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرنے والوں میں سے ہوں۔'' پھر جب آپ نے دیکھا کہ قریش عناد سے باز نہیں آتے تو آپ نے ان کے لئے بددعا کی کہ ''اے اللہ! ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط سے کر جیسا سیدنا یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔'' قحط پڑا اور ہر چیز ختم ہوگئی۔ لوگ ہڈیاں اور چمڑے کھانے پر مجبور ہو گئے۔ (سلیمان اور منصور) راویان حدیث میں سے ایک نے بیان کیا کہ ''وہ چمڑے اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے'' اور زمین سے دھواں سا نکلنے لگا۔ آخر ابوسفیان آئے اور کہا کہ اے محمد ﷺ! آپ کی قوم ہلاک ہو چکی، اللہ سے دعا کیجئے کہ ان سے قحط کو دور کر دے۔ آنحضرت ﷺ نے دعا فرمائی اور قحط ختم ہو گیا۔ لیکن اس کے بعد وہ پھر کفر کی طرف لوٹ گئے۔ منصور کی روایت میں ہے کہ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَارۡتَقِبۡ يَوۡمَ تَاۡتِى السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيۡنٍ﴾ ''تو آپ اس روز کا انتظار کریں جب آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔'' عائدون تک۔ کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے دور ہو سکے گا۔ ''دھواں'' اور ''سخت پکڑ'' اور ''ہلاکت'' گزر چکے بعض نے چاند اور بعض نے ''غلبہ روم'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ کہ یہ بھی گزر چکا ہے۔ (بخاری:4824)

﴿اَفَمَنۡ يَّمۡشِىۡ مُكِبًّا عَلٰى وَجۡهِهٖۤ اَهۡدٰٓى اَمَّنۡ يَّمۡشِىۡ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾

''تو کیا وہ شخص زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اوندھے منہ چلتا ہے؟ یا وہ شخص جو درست ہو کر سیدھے راستے پر چلتا ہے؟'' (22)

سوال: ﴿اَفَمَنۡ يَّمۡشِىۡ مُكِبًّا عَلٰى وَجۡهِهٖۤ اَهۡدٰٓى اَمَّنۡ يَّمۡشِىۡ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾ ''تو کیا وہ شخص زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اوندھے منہ چلتا ہے؟ یا وہ شخص جو درست ہو کر سیدھے راستے پر چلتا ہے؟'' مومن اور کافر کی مثال کی آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿اَفَمَنۡ يَّمۡشِىۡ مُكِبًّا عَلٰى وَجۡهِهٖۤ اَهۡدٰٓى﴾ ''تو کیا وہ شخص زیادہ ہدایت یافتہ ہے جو اوندھے منہ چلتا ہے؟'' یعنی دو لوگوں میں سے ایک وہ ہے جو منہ کے بل اوندھا چل رہا ہے اسے نہیں خبر دائیں بائیں اور آگے کیا ہے؟ نہ اسے یہ خبر ہے کہ کہاں جا رہا ہے اور نہ راستے کی کوئی خبر ہے۔

(2) ﴿اَمَّنۡ يَّمۡشِىۡ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ﴾ ''یا وہ شخص جو درست ہو کر سیدھے راستے پر چلتا ہے؟'' دوسرا وہ ہے جو سیدھا کھڑا ہو کر سیدھے راستے پر چل رہا ہے وہ دیکھ بھال کر بھی چل رہا ہے اور اسے اپنی منزل کا بھی پتہ ہے۔

(3) یعنی ان دو شخصوں میں سے کون زیادہ ہدایت کی راہ پر ہے؟ کیا وہ شخص جو گمراہی میں سرگشتہ پھرتا ہے، اپنے کفر میں غرق ہے اور اس کی سمجھ الٹ گئی ہے اس کے نزدیک حق باطل اور باطل حق بن چکا ہے یا وہ شخص جو حق کا علم رکھنے والا، حق کو ترجیح دینے والا، حق پر عمل کرنے والا اور اپنے اقوال و افعال اور تمام احوال میں صراط مستقیم پر گامزن ہے؟ ان دونوں اشخاص کے احوال پر مجرد ایک نظر ڈالنے سے ہدایت یافتہ اور گمراہ کے درمیان فرق معلوم ہو جائے گا۔ احوال، اقوال سے بڑے گواہ ہیں۔ (تفسیر سعدی:2813/3)

(4) یہ مومن اور کافر کی مثال ہے ان دونوں میں سے کون راہ راست پر ہے اور کون گمراہ ہے فیصلہ کریں۔

(5) قیامت کے دن مشرک منہ کے بل چلائے جائیں گے اور جہنم میں جھونکے جائیں گے اور مومن عزت کے ساتھ جنت میں جائیں گے۔

(6) رب العزت نے فرمایا:﴿اُحۡشُرُوا الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا وَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَ مَا كَانُوۡا يَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۲﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَاهۡدُوۡهُمۡ اِلٰى صِرَاطِ الۡجَحِيۡمِ ﴿۲۳﴾﴾ ''جمع کرو اُن سب لوگوں کو جنھوں نے ظلم کیا اور اُن کے جوڑوں کو بھی اور اُن کو بھی جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے ماسوا پھر اُن کی دوزخ کے راستے کی طرف راہ نمائی کرو۔'' (الصفت:22,23)

(7) نبی ﷺ سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ منہ کے بل کیسے چلائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے پیروں پر چلایا کیا وہ منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں؟ (بخاری، مسلم)

﴿قُلۡ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ وَجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ﴾

''کہہ دو وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو'' (23)

سوال:﴿قُلۡ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ وَجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ﴾ ''کہہ دو وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو'' جس نے وجود بخشا ہے اسی کا شکر ادا کیوں نہیں کرتے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) اللہ رب العزت نے صرف اپنی عبادت اور شکر کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:﴿قُلۡ هُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ﴾ ''کہہ دو وہ (اللہ) وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا''، یعنی وہ اللہ ہے جس نے تمھیں ایجاد کیا۔ کسی مددگار کے بغیر تمھیں عدم سے نکال کر وجود بخشا۔

(2)﴿وَجَعَلَ لَـكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ﴾ ''اور تمھارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے''، یعنی جب اس نے تمھیں پیدا کیا تو کانوں، آنکھوں اور دلوں کے ساتھ تمھارے وجود کو مکمل کیا۔ تمھارے لیے جسم کے اہم ترین، نفع مند اور کامل اعضاء ہیں۔

(3)﴿قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ﴾ ''تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو''، مگر ساری نعمتیں پا کر تم کم ہی شکر ادا کرتے ہو۔

(4) اللہ تعالیٰ نے ان قوتوں کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ (i) انسان ان ہی کے توسط سے سوچتا سمجھتا اور اپنی زندگی کے کام کرتا ہے۔

(ii) اللہ تعالیٰ نے ان کا تذکرہ اس حوالے سے کیا ہے کہ انسان ان قوتوں سے صحیح کام لے کر شکر ادا کر سکتا ہے اور صحیح کام نہ لے کر ناشکری کرتا ہے۔

﴿قُلۡ هُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَاِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ﴾

''کہہ دو وہ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلایا ہے اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے'' (24)

سوال:﴿قُلۡ هُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَاِلَيۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ﴾ ''کہہ دو وہ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلایا ہے اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے''، جس نے تمھیں زمین میں پھیلایا وہ سمیٹنے پر قادر ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1)﴿قُلۡ هُوَ الَّذِىۡ ذَرَاَكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ﴾ ''کہہ دو وہ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلایا ہے''، یعنی وہ اللہ ہے جس نے

تمہیں زمین کے کونے کونے میں پھیلا دیا اور چاروں سمت آباد کر دیا۔تمہارے رنگ جدا جدا، زبانیں جدا جدا، عادتیں جدا جدا، شکلیں جدا جدا بنائیں پھر اس نے تمہیں پھیلا دیا۔

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا﴾ ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اس نے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر کر رہو جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور رشتہ داری (کو بگاڑنے) سے بھی ڈرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ سے پورا نگہبان ہے۔'' (النساء:1)

(3)﴿وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ ''اور اُسی کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے'' یعنی جس نے تمہیں پھیلایا ہے وہ قیامت کے دن سمیٹ لے گا۔جس نے تمہیں ایجاد کیا وہ اسی طرح لوٹا دے گا۔

(4)اللہ تعالیٰ نے یہ بات اس لئے کہی ہے کہ انسان کو بغیر ارادے اور منصوبے کے ساری خصوصیات نہیں دیں بلکہ اس لئے دی ہیں تا کہ وہ زمین پر زندگی بسر کر سکے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر پھیلایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیتیں اس لئے دی ہیں کہ انسان سے زندگی کا حساب لے کر جزا سزا دی جا سکے۔اسی مقصد کے لئے انسان کو جمع کیا جائے گا۔

﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾

''اور وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟''(25)

سوال:﴿وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟'' جو زندگی کو ایجاد کرنے والا ہے موت دینے پر بھی قادر ہے آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿وَیَقُوْلُوْنَ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں'' کافر جھٹلاتے ہوئے کہتے ہیں۔

(2)﴿مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ ''اگر تم سچے ہو تو یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا؟'' کافروں نے کہا اگر تم سچے ہو کہ میدان حشر میں سب لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا تو یہ بتاؤ قیامت کب آئے گی؟

(3)انہوں نے انبیاء کی صداقت کی علامت یہ رکھی کہ انہیں قیامت کے دن کی آمد کے وقت کے بارے میں آگاہ کریں، جبکہ یہ ظلم اور عناد ہے۔پس اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں اور نہ اس خبر اور اس کے وقوع کے وقت کی خبر میں کوئی تلازم ہی ہے کیونکہ صداقت اپنے دلائل سے پہچانی جاتی ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کی صحت پر دلائل و براہین قائم کر دیے ہیں، اس شخص کے لیے ادنیٰ سا شک نہیں رہتا جو توجہ کے ساتھ سنتا ہے۔(تفسیر سعدی:2814/3)

(4) رب العزت نے فرمایا:﴿وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا (۴۹) قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا (۵۰) اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ۭ قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا (۵۱) يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا (۵۲)﴾ ”اور انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا یقیناً ہم نئی پیدائش پر ضرور اُٹھائے جانے والے ہیں؟ آپ کہہ دیں تم پتھر یا لوہا بھی ہو جاؤ۔ یا کوئی اور مخلوق جو تمہارے دلوں میں اس سے بھی بڑی ہو۔ تو جلد ہی وہ کہیں گے کہ کون ہے جو ہمیں دوبارہ پیدا کرے گا؟ آپ کہہ دیں وہی ذات جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا، تو جلد ہی وہ آپ کے سامنے تعجب سے سر ہلائیں گے اور کہیں گے تو یہ کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں امید ہے کہ وہ قریب ہو۔ جس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ لبیک کہو گے اور تم سمجھو گے کہ تم بہت تھوڑی دیر ہی رہے۔“ (بنی اسرائیل:49,51)

(5)﴿قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ ”اُنہوں نے کہا: ”کیا تو ہمارے پاس آیا ہے کہ ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا دے؟ اگر تو واقعی سچا ہے تو جس (عذاب) کی ہمیں دھمکی دیتا ہے وہ لے آ۔“ (الاحقاف:22)

﴿قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾

”کہہ دو یقیناً اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور حقیقتاً میں کھلا ڈرانے والا ہوں“ (26)

سوال:﴿قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ﴾ ”کہہ دو یقیناً اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور حقیقتاً میں کھلا ڈرانے والا ہوں“ نبی کا کام قیامت کی تاریخ بتانا نہیں ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ ”کہہ دو یقیناً اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے“ یعنی قیامت کی تاریخ بتانا میرا کام نہیں ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ (مختصر ابن کثیر:2103/2)

(2) رب العزت نے فرمایا:﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا (۴۲) فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا (۴۳) اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا (۴۴) اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا (۴۵) كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا (۴۶)﴾ ”وہ لوگ تم سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اُس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ کو اس کے بتانے سے کیا تعلق؟ تیرے رب کے پاس اُس (کے علم) کی انتہا ہے۔ یقیناً جو اس سے ڈرتا ہے آپ اس کو ڈرانے والے ہیں۔ جس دن وہ اُسے دیکھ لیں گے تو (سمجھیں گے) گویا کہ وہ نہیں ٹھہرے مگر ایک شام یا اُس کی ایک صبح۔“ (النازعات:42,46)

(3)﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۭ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ ”وہ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا قیام کب ہوگا؟ آپ کہہ دیں: ”یقیناً اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے اس کے وقت پر اس

کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا، وہ (حادثہ) آسمانوں اور زمین میں بھاری ہے، تم پر وہ اچانک ہی آئے گی۔ وہ آپ سے سوال کرتے ہیں گویا آپ اس کی پوری تحقیق کرنے والے ہیں۔ آپ کہہ دیں: ''بلاشبہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''
(الاعراف:187)

(4) ﴿وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ﴾ ''اور حقیقتاً میں کھلا ڈرانے والا ہوں'' یعنی میرا کام تو صرف انجام کے بارے میں آگاہ کرنا، متنبہ کرنا ہے۔

(5) رسول کا کردار مُنذِر کا ہے۔ رسول غیب کی اطلاعات دینے نہیں آتا۔

﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴾

''پس جب وہ اُس کو قریب سے دیکھیں گے تو اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے'' (27)

سوال: ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴾ ''پس جب وہ اُس کو قریب سے دیکھیں گے تو اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے'' قیامت سر پر ہے اور اس کے ہول ہوش ربا ہیں آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا﴾ ''پس جب وہ اُس کو قریب سے دیکھیں گے تو اُن کے چہرے بگڑ جائیں گے جنہوں نے کفر کیا'' یعنی قیامت کو جھٹلانے والے اسے دیکھ لیں گے اس وقت انہیں علم ہوگا کہ قیامت قریب ہی تھی کیونکہ آنے والی چیز قریب ہوتی ہے۔

(2) جب وہ قیامت کو اپنے قریب دیکھیں گے تو یہ انہیں بہت برا لگے گا اور انہیں خوف زدہ کردے گا، ان کے چہرے بدل جائیں گے، ان کی تکذیب پر انہیں زجر و توبیخ کی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا: ''یہ وہی ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔ آج تم نے اسے عیاں دیکھ لیا ہے اور تمام معاملہ تمہارے سامنے ظاہر ہو گیا ہے، تمہارے تمام اسباب منقطع ہو گئے ہیں اور اب عذاب بھگتنے کے سوا کچھ باقی نہیں۔''
(تفسیر سعدی:2815/3)

(3) ﴿وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ﴾ ''اور قیامت کے دن آپ اُن لوگوں کو دیکھیں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا کہ اُن کے چہرے سیاہ ہوں گے، کیا جہنم میں تکبر کرنے والوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے؟'' (الزمر:60)

(4) ﴿وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴾ ''اور کہا جائے گا کہ یہی ہے وہ جس کو تم مانگا کرتے تھے'' یعنی یہ عذاب ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا تھا۔

(5) رب العزت نے فرمایا: ﴿وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ﴾ ''اور اُنہوں نے کہا: ''اے ہمارے رب! حساب

کے دن سے پہلے ہی ہمارا حصہ ہمیں جلدی دے دے۔'' (ص:16)

(6)﴿وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ''اور جب اُنھوں نے کہا: ''اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لے آ۔'' (الانفال:32)

(7)﴿وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ (۴۷) وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (۴۸)﴾ ''اور واقعی اُن کے پاس جنھوں نے ظلم کیا، وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اُس کے ساتھ اُس کی مانند اور بھی ہو تو وہ قیامت کے دن کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے ضرور اُسے فدیے میں دے دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے اُن پر وہ ظاہر ہو جائے گا جس کا وہ گمان بھی نہیں رکھتے تھے۔ اور جو اعمال انھوں نے کمائے ہیں اُن کی برائیاں اُن کے لیے ظاہر ہو جائیں گی اور وہ انہیں گھیر لے گا جس کا وہ مذاق اُڑاتے تھے۔'' (الزمر:47,48)

﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾

''کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو ہلاک کر دے جو میرے ساتھ ہیں یا وہ ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟'' (28)

سوال:﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾ ''کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو ہلاک کر دے جو میرے ساتھ ہیں یا وہ ہم پر رحم فرمائے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون پناہ دے گا؟'' کسی کی بربادی نہ چاہو اپنی فکر کرلو آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا﴾ ''کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور ان کو ہلاک کر دے جو میرے ساتھ ہیں یا وہ ہم پر رحم فرمائے'' یعنی نبی ﷺ کو جھٹلانے والے آپ ﷺ کی دعوت کو ٹھکراتے تھے۔ (تفسیر سعدی:2815/3)

(2)رب العزت نے فرمایا:﴿بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا﴾ ''بلکہ تم نے یہ سمجھا تھا کہ رسول اور مومنین اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے اور یہ تمہارے دلوں میں خوش نما بنا دیا گیا اور تم نے بہت ہی برا گمان کیا تھا اور تم برباد ہونے والے لوگ تھے۔'' (الفتح:12)

(3)﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ﴾ ''کیا وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک شاعر ہے۔ جس پر ہم گردشِ زمانہ کا انتظار کرتے ہیں۔'' (الطور:30)

(4)﴿وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ۭ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ

﴿حَتّٰى يَاۡتِىَ وَعۡدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَادَ﴾ ''اور اگر واقعتاً قرآن ایسا ہوتا جس کے ساتھ پہاڑ چلا دیئے جاتے یا جس کے ساتھ زمین ٹکڑے کردی جاتی یا اس کے ساتھ مُردوں سے کلام کیا جاتا۔ بلکہ سارے کا سارا کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے تو کیا جولوگ ایمان لائے ہیں مایوس نہیں ہو گئے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب انسانوں کو ہدایت دے دیتا اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کا ہمیشہ یہی حال رہے گا کہ ان کے اعمال کی وجہ سے ان پر کوئی نہ کوئی آفت آتی رہے گی یا ان کے گھر کے قریب کہیں نازل ہوتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آجائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔'' (الرعد:31)

(5) یعنی آپ مشرکوں سے کہہ دیں کہ اگر مجھے نقصان پہنچے یا میرے ساتھیوں کو یا اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمادے تو ہماری بربادی یا خوشی سے تمہیں کیا ملے گا؟ اپنی فکر کرلو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے کون چھڑائے گا؟

(6) اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی توبہ ہے، شرک سے توبہ کرلو اور عذاب سے بچنے کے لیے اس کا دین اختیار کرلو کہ عذاب سے بچ جاؤ۔

﴿قُلۡ هُوَ الرَّحۡمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيۡهِ تَوَكَّلۡنَا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾

''کہہ دو کہ وہ وسیع رحمت والا ہے، اُسی پر ہم ایمان لائے اور اُسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، تو جلد ہی تم جان لوگے کہ کھلی گمراہی میں کون پڑا ہوا ہے؟'' (29)

سوال: ﴿قُلۡ هُوَ الرَّحۡمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيۡهِ تَوَكَّلۡنَا ۚ فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ﴾ ''کہہ دو کہ وہ وسیع رحمت والا ہے، اُسی پر ہم ایمان لائے اور اُسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، تو جلد ہی تم جان لوگے کہ کھلی گمراہی میں کون پڑا ہوا ہے؟'' مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور توکل ہے، آیت کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (1) ﴿قُلۡ هُوَ الرَّحۡمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ﴾ ''کہہ دو کہ وہ وسیع رحمت والا ہے، اُسی پر ہم ایمان لائے'' اللہ رب العزت نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ اپنے اور ایمان لانے والوں کے حال کے بارے میں آگاہ کردیں کہ ہمارا ایمان رب العالمین پر ہے جو ہم پر مہربان ہے۔

(2) ﴿وَعَلَيۡهِ تَوَكَّلۡنَا﴾ ''اور اُسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے'' یعنی ہم اس پر بھروسہ کرتے ہیں، ہمارا اعتماد اسی ذات پر ہے۔ رب العزت نے فرمایا: ﴿قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمَا ادۡخُلُوۡا عَلَيۡهِمُ الۡبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلۡتُمُوۡهُ فَاِنَّكُمۡ غٰلِبُوۡنَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ﴾ ''ان لوگوں میں سے دو آدمیوں نے کہا جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تھا ''ان پر دروازے سے داخل ہو جاؤ پھر جب تم اس سے داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم ہی غالب ہونے والے ہو اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرو، اگر تم مومن ہو۔'' (المائدہ:23)

(3) ﴿وَلِلّٰهِ غَيۡبُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاِلَيۡهِ يُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ كُلُّهٗ فَاعۡبُدۡهُ وَتَوَكَّلۡ عَلَيۡهِ ؕ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ﴾ ''اور آسمانوں اور زمین کا غیب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے اور تمام معاملات اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سو آپ اسی کی عبادت کریں اور اسی پر بھروسہ رکھیں اور آپ کا رب اُس سے بے خبر نہیں جو تم عمل کرتے ہو۔'' (ہود:123)

(4)﴿فَسَتَعۡلَمُوۡنَ مَنۡ هُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ﴾ ’’تو جلد ہی تم جان لو گے کہ کھلی گمراہی میں کون پڑا ہوا ہے؟‘‘ یعنی یہ بات تو یقینی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور ان کی پیروی کرنے والے فلاح پائیں گے۔ تم جلد ہی جان جاؤ گے کہ دنیا اور آخرت میں کس کا انجام اچھا ہوتا ہے۔

(5) ان کے پاس ایمان ہے نہ توکل اس سے معلوم ہو گیا کہ کون ہدایت پر ہے اور کون کھلی گمراہی میں ہے۔

﴿قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ﴾

’’کہہ دو کہ کیا تم نے دیکھا اگر تمہارا پانی گہرا چلا جائے تو کون ہے جو تمہیں بہتا ہوا پانی لا دے گا؟‘‘ (30)

سوال:﴿قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ﴾ ’’کہہ دو کہ کیا تم نے دیکھا اگر تمہارا پانی گہرا چلا جائے تو کون ہے جو تمہیں بہتا ہوا پانی لا دے گا؟‘‘ کی وضاحت کریں؟

جواب:(1)﴿قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا﴾ ’’کہہ دو کہ کیا تم نے دیکھا اگر تمہارا پانی گہرا چلا جائے۔‘‘ لغوی لحاظ سے غور یا غار کا معنی نشیبی زمین کی طرف نیچے اور غار بمعنی کھوہ، معروف لفظ ہے اور غور بمعنی نشیبی زمین بھی اور زیر زمین گہرائی بھی۔ گویا اس میں گہرائی کے ساتھ مکان کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ (تیسیر القرآن:4/498)

(2) رب العزت نے اپنے رسول سے کہا کہ آپ مشرکوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارا پانی زمین میں گہرا اتر جائے۔

(3)﴿فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ﴾ ’’تو کون ہے جو تمہیں بہتا ہوا پانی لا دے گا؟‘‘ یعنی وہ پانی جو تم پیتے ہو جس سے کھیت سیراب کرتے ہو یہ بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا پانی لے جائے تو تمہیں کون پانی کی نعمت دے گا۔

(4) معین کا ایک معنی پانی کا سطح زمین پر نرم رفتار سے بہنا ہے۔ یعنی سیلاب کی طرح تندی اور تیزی سے نہیں بلکہ نرمی اور سہولت سے جاری ہونے والا پانی۔ یعنی جب زمینی گہرائی سے پانی کنوؤں، نلکوں یا مشینوں سے نکالا جاتا ہے اور آبپاشی کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس پانی کی رفتار سیلاب کی طرح تند و تیز نہیں ہوتی بلکہ نرم اور دھیمی ہوتی ہے۔ (تیسیر القرآن:4/498)

(5) یعنی یہ پانی جس پر حیوانی اور نباتاتی زندگی موقوف ہے۔ اگر اللہ کے حکم سے گہرا ہو جائے اور تم کھودتے کھودتے تھک جاؤ لیکن پانی نہ نکلے تو ہے کوئی جو تمہیں یہ ابلنے والا، جاری، صاف اور میٹھا پانی دے سکے۔ یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے کہ تمہیں تمہاری ضروریات کے لیے صاف شفاف اور میٹھا پانی مہیا فرماتا ہے۔ اس نے اپنی مہربانی سے زمین سے تمہارے لیے پانی جاری کر دیا اور حسب ضرورت مختلف علاقوں میں پھیلایا۔

(6) روایات میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص یہ آیت پڑھے تو اسے یوں کہنا چاہیے۔ ﴿اللهُ يَاْتِيْنَا بِهٖ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾

(تیسیر القرآن:4/498)

سورۃ الملک کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قرآن کریم میں تیس آیتوں کی ایک سورت ہے

جو اپنے پڑھنے والے کے لیے سفارش کرے گی،

حتیٰ کہ اسے بخش دیا جائے

اور وہ سورت تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

(ترمذی:2891، ابوداؤد:1400)